فتاویٰ امن پوری (قسط ۲۷۹)

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

سوال: درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا جاریہ بن ظفر حنفی رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خُذُوا لِلرَّأْسِ مَاءً جَدِيدًا .

''(وضو میں) سر کے مسح کے لیے دوبارہ ہاتھ گیلے کریں۔''

(مسند البزّار : 3793، المُعجم الكبير للطّبراني :2091، واللّفظ لهٗ)

جواب: باطل روایت ہے۔

① دہثم بن قران ''ضعیف ومتروک'' ہے۔

② نمران بن جاریہ ''مجہول الحال'' ہے، اسے صرف امام ابن حبان رحمہ اللہ نے ''الثقات'' (۴۸۲/۵) میں ذکر کیا ہے۔

❀ امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَحَلُّهٗ مَحَلُّ الْأَعْرَابِ .

''یہ دیہاتیوں کی طرح (نامعلوم سا) ہے۔''

(الجرح والتّعديل : 497/8)

❀ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ''مجہول'' کہا ہے۔

(الضّعفاء والمتروكون : 212)

❁ حافظ ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

لَا يُعْرَفُ .

''یہ غیر معروف ہے۔''

(میزان الاعتدال : 273/4)

③ اسد بن عمرو بجلی جمہور کے نزدیک ضعیف ہے۔

❁ حافظ ابن العراقی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهُ الْأَكْثَرُونَ .

''اسے اکثر محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(ذَیل الکاشف :61)

❁ امام ابوالقاسم بغوی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو ''منکر'' کہا ہے۔

(مُعجم الصّحابة، تحت الرقم :331)

وضو میں سر کے مسح کے لیے دوبارہ ہاتھ گیلے کرنے کا حکم کسی حدیث میں ثابت نہیں۔ البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا عمل ثابت ہے۔

❁ سیدنا عبداللہ بن زید بن عاصم رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وضو بیان کرتے ہیں:

...... وَمَسَحَ بِرَأْسِهِ بِمَاءٍ غَيْرِ فَضْلِ يَدِهِ ....

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کا مسح کیا اور ہاتھوں کے بچے پانی کے علاوہ نیا پانی لیا۔''

(صحیح مسلم : 236)

(سوال): درج ذیل روایت کا حکم کیا ہے؟

❁ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب حدیث قدسی ہے:

مَنْ أَحْدَثَ وَلَمْ يَتَوَضَّأْ فَقَدْ جَفَانِي، وَمَنْ تَوَضَّأَ وَلَمْ يُصَلِّ فَقَدْ جَفَانِي، وَمَنْ صَلَّى وَلَمْ يَدْعُنِي فَقَدْ جَفَانِي، وَمَنْ دَعَانِي وَلَمْ أُجِبْهُ فَقَدْ جَفَيْتُهُ، وَلَسْتُ بِرَبٍّ جَافٍ .

''جس شخص کا وضو ٹوٹ گیا اور اس نے وضو نہ کیا، تو اس نے میرے ساتھ بے وفائی کی، جس نے وضو کیا اور نماز نہ پڑھی، تو اس نے میرے ساتھ بے وفائی کی، جس نے نماز پڑھی اور مجھ سے دعا نہ مانگی، اس نے میرے ساتھ بے وفائی کی، جس نے مجھ سے دعا مانگی اور میں نے قبول نہ کی، تو میں نے اس سے بے وفائی کی اور میں بے وفا رب نہیں ہوں۔''

جواب: یہ من گھڑت اور بے اصل روایت ہے، کتب احادیث میں اس کا وجود نہیں۔ روایت میں مذکور تمام اعمال مستحب ہے اور مستحب اعمال کے ترک کو رب تعالیٰ کی بے وفائی نہیں کہا جا سکتا۔

❁ علامہ صغانی رحمہ اللہ نے اسے ''موضوع'' قرار دیا ہے۔

(المَوضوعات : 53)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا سہل ابن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ أَكَلَ لَحْمًا فَلْيَتَوَضَّأْ .

''جس نے گوشت کھایا، اسے چاہیے کہ وضو کرے۔''

(مسند الإمام أحمد : 180/4، 289/5)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔

گوشت کھانے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ حدیث میں جو حکم دیا گیا ہے، وہ استحباب پر محمول ہے، یا اس سے مراد اونٹ کا گوشت ہے، کیونکہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

❁ سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا میں بکری کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، اس نے پوچھا: میں بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا: جی ہاں! اس نے پوچھا: کیا میں اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جی ہاں!، اس نے پوچھا: کیا میں اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں۔''

(صحيح مسلم : 360، المنتقى لابن الجارود : 25)

❁ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

''ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا: میں اونٹوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا: نہیں، اس نے پوچھا: کیا میں اونٹ کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ فرمایا: جی ہاں!، پوچھا: کیا میں بکریوں کے باڑے میں نماز پڑھ لوں؟ فرمایا: جی ہاں!، پوچھا: کیا میں ان کا گوشت کھا کر وضو کروں؟ فرمایا: نہیں۔

(مسند الإمام أحمد : 288/4، سنن أبي داوٗد : 184، سنن التّرمذي :81، سنن ابن ماجه : 494، السّنن الكبرٰى للبيهقي :159/1، وسندہٗ صحيحٌ)

اسے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، امام اسحاق بن راہویہ رحمہ اللہ (سنن ترمذی، تحت حدیث: ۸۱)، امام ابن الجارود رحمہ اللہ (۲۶)، امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (۳۲) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (۱۱۲۸) نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔ اعمش رحمہ اللہ نے السنن الکبریٰ بیہقی (۱/۱۵۹) میں سماع

کی تصریح کی ہے۔

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اغْتَسِلُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَوْ كَأْسًا بِدِينَارٍ .

''جمعہ کے دن غسل کیا کریں، اگرچہ پانی کا ایک پیالہ ایک دینار میں خریدنا پڑے۔''

(كتاب المَجروحين لابن حبّان : 259/1، الكامل لابن عدي : 287/3)

جواب: جھوٹی روایت ہے۔

① ابو اسماعیل حفص بن عمر ابلی ''ضعیف، منکر الحدیث و کذاب'' ہے۔

② عبداللہ بن مثنی بن انس کثیر الغلط ہے، اس کی بعض منکر روایات ہیں۔

✿ امام ابن عدی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''منکر'' قرار دیا ہے۔

(الكامل في ضُعفاء الرّجال : 288/3)

❀ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اغْتَسِلُوا يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَوْ كَأْسٌ بِدِينَارٍ .

''جمعہ کے دن غسل کیا کریں، اگرچہ پانی کا ایک پیالہ ایک دینار میں خریدنا پڑے۔''

(المَوضوعات لابن الجوزي : 104/2)

① ابراہیم بن حیان بن حکیم مدنی کی ''موضوع'' روایات ہیں۔

✿ امام ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عَامَّتُهَا مَوْضُوعَةٌ مَنَاكِيرُ .

''اس کی اکثر روایات من گھڑت اور منکر ہیں۔''

(الكامل في ضُعفاء الرِّجال :410/1)

② جمہور کے نزدیک حسن بصری رحمہ اللہ کا سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

③ محمد بن زکریا حذاء کے حالات زندگی نہیں ملے۔

④ ابو الفتح ازدی ضعیف ہیں۔

❀ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

ضَعَّفَهٗ كَثِيرٌ مِّنْ حُفَّاظِ زَمَانِهٖ .

''انہیں ان کے زمانہ کے بہت سے حفاظ حدیث نے ضعیف قرار دیا ہے۔''

(البِداية والنّهاية : 419/15)

❀ اس حدیث کو حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے من گھڑت قرار دیا ہے۔

(تلخيص الموضوعات : 409)

جمعہ کے دن غسل کرنا واجب نہیں، بلکہ مستحب ہے۔ اس بارے میں حکم استحبابی ہے۔

❀ عکرمہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''اہل عراق میں سے کچھ لوگ آئے اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہنے لگے: ابن عباس! کیا آپ جمعہ کے دن غسل کو واجب سمجھتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: نہیں، لیکن یہ زیادہ پاکیزگی کا سبب ہے اور زیادہ بہتر ہے۔ جو شخص غسل نہ کرے، اس پر فرض نہیں۔ میں تمہیں بتاتا ہوں کہ غسل کیسے شروع ہوا؟ لوگ کام میں انتہائی مصروف تھے، اون کے کپڑے پہنے کمر پر بوجھ اٹھاتے تھے۔ ان کی مسجد تنگ تھی اور اس کی چھت نیچی تھی اور وہ تھا بھی چھپر۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک سخت گرمی والے دن تشریف لائے، لوگ اون کے کپڑوں میں

پسینے سے شرابور تھے اوران سے پسینے کی بدبو کے بھبو کے اٹھ رہے تھے جس سے ایک دوسرے کو تکلیف ہو رہی تھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے یہ بدبو محسوس کی، تو فرمایا: لوگو! جب جمعہ کا دن ہو، تو غسل کر لیا کریں اور ہر شخص کے پاس جو تیل اور خوشبو ہو، لگا لیا کرے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ اچھے دن لے آیا، لوگوں نے اونی کپڑے پہننا چھوڑ دیے، ان کا کام بھی ہلکا ہو گیا، ان کی مسجد بھی وسیع ہو گئی اور پسینے کی وجہ سے جو ایک دوسرے کو تکلیف ہوتی تھی، وہ بھی تقریباً ختم ہو گئی۔''

(سنن أبي داوٗد : 353، المعجم الكبير للطبراني : 219/11، شرح معاني الآثار للطحاوي : 116/1، وسندهٗ حسنٌ)

اس حدیث کو امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ (1755) نے ''صحیح''اور امام حاکم رحمہ اللہ (280/1، 189/4) نے ''امام بخاری کی شرط پر صحیح'' قرار دیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے اس بارے میں ان کی موافقت کی ہے۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' کہا ہے۔(فتح الباري : 362/2)

❁ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

مِنَ السُّنَّةِ الْغُسْلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ .

''جمعہ کے دن غسل کرنا سنت ہے۔''

(مسند البزّار [كشف الأستار : 627]، وسندهٗ حسنٌ)

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

شَهِدْتُ لِلّٰهِ بِالْحَقِّ، وَلِيَ بِالنُّبُوَّةِ، وَلِعَلِيٍّ بِالْوِلَايَةِ .

''میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ (معبود بر) حق ہے، میں نبی ہوں اور علی (میرے بعد) خلیفہ ہے۔''

جواب: یہ جھوٹی اور بے سند روایت ہے۔ بعض زنادقہ نے وضع کی ہے۔

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❀ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ وَخَلَّلَ لِحْيَتَهٗ، وَقَالَ: بِهٰذَا أَمَرَنِي رَبِّي .

''میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرتے دیکھا، آپ نے داڑھی کا خلال کیا اور فرمایا: اس کا مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے۔''

(المستدرك للحاكم : 530)

جواب: اس روایت میں موسیٰ بن ابی عائشہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے درمیان ''رجل''، مبہم اور یزید بن ابان رقاشی کا واسطہ ہے، جو کسی راوی کی خطا سے گر گیا ہے۔ جیسا کہ امام ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

(علل الحديث : 16)

لہٰذا یہ روایت ضعیف و منقطع ہے۔

① یزید بن ابان رقاشی ''ضعیف'' ہے۔

② رجل مبہم و نامعلوم ہے۔

③ یزید رقاشی کا سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں ہو سکا۔

سوال: درج ذیل روایت کی استنادی حیثیت کیا ہے؟

❁ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے **منسوب** ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثَةٌ لَا تَقْرَبُهُمُ الْمَلَائِكَةُ: الْجُنُبُ، وَالْكَافِرُ، وَالْمُتَضَمِّخُ بِالزَّعْفَرَانِ.

''تین لوگوں کے قریب فرشتے نہیں آتے؛ جنبی، کافر اور زعفران لگانے والا۔''

(المُعجم الأوسط للطّبراني: 5405)

(جواب): سند ضعیف ہے۔ ہشام بن حسان مدلس ہیں، سماع کی تصریح نہیں کی۔

(سوال): کیا جنبی کے لیے کھانے سے پہلے ہاتھ دھونا مستحب ہے؟

(جواب): جی ہاں۔

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ جُنُبًا، فَأَرَادَ أَنْ يَأْكُلَ أَوْ يَنَامَ، تَوَضَّأَ وُضُوءَهُ لِلصَّلَاةِ.

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنبی ہوتے اور کھانے یا سونے کا ارادہ کرتے، تو نماز کی طرح وضو کر لیتے تھے۔''

(صحيح مسلم: 305)

(سوال): درج ذیل روایت کی سند کیسی ہے؟

❁ ابو قلابہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

إِنَّ رَجُلًا أَتٰى أَبَا بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ: رَأَيْتُ فِي الْمَنَامِ كَأَنِّي أَبُولُ دَمًا، قَالَ: تَأْتِي امْرَأَتَكَ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: اتَّقِ اللّٰهَ، وَلَا تَعُدْ.

''ایک شخص سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا، عرض کیا: میں نے خواب دیکھا کہ

میرے پیشاب کی جگہ سے خون نکل رہا ہے۔فرمایا: کیا آپ حالت حیض میں بیوی سے جماع کرتے ہیں،عرض کیا: جی ہاں،فرمایا: اللہ سے ڈریں اور آئندہ ایسا مت کریں۔''

(سنن الدّارمي : 1142)

جواب: سند منقطع (ضعیف) ہے۔ابوقلابہ رحمہ اللہ نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کا دور نہیں پایا۔

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ كُلَّ قَلْبٍ حَزِينٍ .

''اللہ تعالیٰ ہر غمگین دل کو پسند کرتا ہے۔''

(المستدرك للحاكم : 7884، شُعب الإيمان للبيهقي : 866)

جواب: سند منقطع ہے۔ضمرہ بن حبیب کا سیدنا ابودرداء رضی اللہ عنہ سے سماع نہیں۔

سوال: بعض درج ذیل روایت کو جنبی اور حائضہ کے لیے تلاوت قرآن کے جواز پر پیش کرتے ہیں،اس کی کیا حقیقت ہے؟

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ أَحْيَانِهٖ .

''نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں اللہ کا ذکر فرماتے تھے۔''

(صحيح مسلم : 373)

جواب: اگرچہ تلاوتِ قرآن بھی اللہ کا ذکر ہے،لیکن دوسرے دلائل سے معلوم ہو چکا ہے کہ جنابت میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ذکر کی یہ صورت اختیار نہیں کرتے تھے۔

❁ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

أَرَادَتْ بِهِ الذِّكْرَ الَّذِي هُوَ غَيْرُ الْقُرْآنِ، إِذِ الْقُرْآنُ يَجُوزُ أَنْ يُسَمَّى الَّذِي ذُكِرَ، وَقَدْ كَانَ لَا يَقْرَؤُهُ وَهُوَ جُنُبٌ، وَكَانَ يَقْرَؤُهُ فِي سَائِرِ الْأَحْوَالِ.

''اس سے مراد تلاوتِ قرآن کے علاوہ ذکر ہے، اگرچہ قرآن کو بھی ذکر کہا جاسکتا ہے، لیکن آپ ﷺ حالتِ جنابت میں قرآن کی تلاوت نہیں کرتے تھے۔ باقی حالات میں پڑھتے رہتے تھے۔''

(صحيح ابن حبّان : 82/3)

❁ علامہ ابن رجب رحمہ اللہ (۷۹۵ھ) فرماتے ہیں:

لَيْسَ فِيهِ دَلِيلٌ عَلٰى جَوَازِ قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ لِلْجُنُبِ؛ لِأَنَّ ذِكْرَ اللّٰهِ إِذَا أُطْلِقَ لَا يُرَادُ بِهِ الْقُرْآنُ.

''اس حدیث میں جنبی کے لیے تلاوت قرآن کے جواز کی دلیل نہیں، کیونکہ جب ''ذکراللہ'' کا لفظ مطلق بولا جائے، تو اس سے قرآن کریم مراد نہیں ہوتا۔''

(فتح الباري لابن رجب : 45/2)

سوال: درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ ابوجعفر محمد بن علی باقر رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَتَبَ إِلَيَّ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَنْ أَنْسَخَ لَهُ وَصِيَّةَ فَاطِمَةَ فَكَانَ فِي وَصِيَّتِهَا السِّتْرُ الَّذِي يَزْعُمُ النَّاسُ أَنَّهَا أَحْدَثَتْهُ، وَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا، فَلَمَّا رَآهُ رَجَعَ.

''عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے میری طرف خط لکھا کہ میں انہیں فاطمہ رضی اللہ عنہا کی وصیت لکھ دوں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی وصیت میں اس پردے کا ذکر تھا کہ جو لوگوں کے مطابق سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بنایا تھا اور جسے دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر سے واپس لوٹ آئے تھے۔''

(مسند الإمام أحمد :26421)

جواب: سند منقطع ہے۔ ابو جعفر باقر رحمہ اللہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا۔

سوال: درج ذیل روایت بلحاظ سند کیسی ہے؟

❁ سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ تَرَكَ مَوْضِعَ شَعْرَةٍ مِّنْ جَنَابَةٍ لَّمْ يَغْسِلْهَا فُعِلَ بِهَا كَذَا وَكَذَا مِنَ النَّارِ قَال عَلِيٌّ : فَمِنْ ثَمَّ عَادَيْتُ رَأْسِي ثَلَاثًا، وَكَانَ يَجُزُّ شَعْرَهٗ.

''جس نے غسل جنابت کے دوران بال برابر بھی جسم کا حصہ خشک چھوڑ دیا، اسے دوزخ میں ایسا ایسا عذاب ہوگا۔ علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ حدیث سننے کے بعد میں نے اپنے سر سے لگالی۔ آپ رضی اللہ عنہ سر منڈوا کر رکھتے تھے۔''

(حديث شعبة بن الحجاج للحافظ محمد بن المظفر بن موسى أبي الحسين البزّار : 24، المُختارة للضّياء : 453، مسند الإمام أحمد :94/1، سنن أبي داوٗد : 249، سنن ابن ماجة : 599)

جواب: اس کی سند حسن ہے۔

❁ امام طبری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(تهذيب الأثار [مسند علي] : 277/3)

❁ علامہ ابوالعباس قرطبی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

(المُفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم :586/1)

❁ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''صحیح'' کہا ہے۔

(التلخيص الحبير :142/1)

(سوال): درج ذیل روایت کیسی ہے؟

❁ عبداللہ بن ابی ملیکہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

كَانَتْ فَاطِمَةُ تَنْقُزُ الْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَتَقُولُ :

بِأَبِي شَبَهُ النَّبِيِّ   لَيْسَ شَبِيهًا بِعَلِيٍّ

''سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سیدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو گود میں اچھالتیں اور شعر پڑھتیں:

''قربان جاؤں، یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہے، علی کے نہیں۔''

(مسند الإمام أحمد : 26422)

(جواب): سند ضعیف ہے۔

① زمعہ بن صالح ضعیف ہے۔

② عبداللہ بن ابی ملیکہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا زمانہ نہیں پایا۔

(سوال): کیا وتروں کے بعد دو رکعت پڑھنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے؟

(جواب): وتروں کے بعد دو رکعت پڑھنا مشروع و مستحب ہے۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ نہیں۔

❁ سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَقَالَ : إِنَّ هٰذَا السَّفَرَ جَهْدٌ وَثِقَلٌ فَإِذَا أَوْتَرَ أَحَدُكُمْ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ فَإِنِ اسْتَيْقَظَ وَإِلَّا كَانَتَا لَهُ .

''ہم رسول کریم ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھے، آپ ﷺ نے فرمایا: سفر مشقت اور بوجھ ہے۔ وتر پڑھنے والے کو چاہیے کہ بعد میں دو نفل ادا کر لے، تہجد کے لئے بیدار ہو جائے، تو درست، ورنہ یہ دو رکعت کافی ہیں۔''

(سنن الدّارمي : 1602، سنن الدارقطني : 1665، شرح معاني الآثار للطّحاوي : 341/1، وسندهٗ حسنٌ)

اسے ابن خزیمہ (1606) اور امام ابن حبان رحمہ اللہ (2577) نے ''صحیح'' کہا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ وتروں کے بعد دو رکعت ادا کرنا نبی کریم ﷺ کا خاصہ نہیں۔

سوال: کیا حیض کے غسل میں سر کی مینڈھیاں کھولنا ضروری ہے؟

جواب: حائضہ غسل ماہواری میں بال کھولے بغیر سر میں تین لپیں پانی ڈال لے، تو کافی ہے، مینڈھیاں کھولنا ضروری نہیں۔

① سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللّٰهِ ! إِنِّي امْرَأَةٌ أَشُدُّ ضَفْرَ رَأْسِي، أَفَأَنْقُضُهٗ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ؟ قَالَ : «لَا، إِنَّمَا يَكْفِيكِ أَنْ تَحْثِي عَلٰى رَأْسِكِ ثَلَاثَ حَثَيَاتٍ، ثُمَّ تُفِيضِينَ عَلَيْكِ الْمَاءَ، فَتَطْهُرِينَ» .

''میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں سختی سے اپنے سر کی مینڈھیاں بناتی ہوں، غسل جنابت کے لئے انہیں کھولوں؟ فرمایا: نہیں، سر پر تین لپیں پانی

ڈال لیجئے اور سارے جسم پر پانی بہا لیجئے، یہی کافی ہوگا۔''

(صحیح مسلم: 58/330)

❀ صحیح مسلم (330) ہی کے الفاظ ہیں:

لِلْحَيْضَةِ وَالْجَنَابَةِ؟

''(سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا:) حیض اور جنابت کے غسل کے لئے بال کھولوں؟''

مسند دارمی (1196) میں ''حسن'' سند کے ساتھ یہ الفاظ مروی ہیں:

«ثُمَّ اغْمِزِي عَلٰى أَثَرِ كُلِّ حَفْنَةٍ غَمْزَةً» .

''ہر لپ ڈالنے کے بعد سر کو اچھی طرح ٹٹولیں۔''

سنن ابوداود (252، وسندہ حسن) کے الفاظ ہیں:

«وَاغْمِزِي قُرُونَكِ عِنْدَ كُلِّ حَفْنَةٍ» .

''ہر لپ ڈالتے ہوئے اپنی مینڈھیاں ٹٹولیے۔''

② سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

إِنَّ أَسْمَاءَ سَأَلَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ غُسْلِ الْمَحِيضِ، فَقَالَ: «تَأْخُذُ إِحْدَاكُنَّ مَائَهَا وَسِدْرَتَهَا، فَتَطَهَّرُ فَتُحْسِنُ الطُّهُورَ، ثُمَّ تَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهَا، فَتَدْلُكُهُ دَلْكًا شَدِيدًا، حَتّٰى تَبْلُغَ شُؤُونَ رَأْسِهَا، ثُمَّ تَصُبُّ عَلَيْهَا الْمَاءَ، ثُمَّ تَأْخُذُ فِرْصَةً مُمَسَّكَةً، فَتَطَهَّرُ بِهَا»، فَقَالَتْ أَسْمَاءُ:

وَكَيْفَ تَطَهَّرُ بِهَا؟ فَقَالَ : «سُبْحَانَ اللّٰهِ، تَطَهَّرِينَ بِهَا»، فَقَالَتْ عَائِشَةُ : [كَأَنَّهَا تُخْفِي ذٰلِكَ] تَتَبَّعِينَ أَثَرَ الدَّمِ .

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے غسل حیض کے بارے میں سوال کیا، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پانی اور بیری کے پتے لیں، اس سے اچھی طرح پاکی حاصل کریں، اپنے سر پر پانی ڈال کر خوب ملیں، حتی کہ پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔ پھر سر پر پانی انڈیل دیں۔ پھر مشک میں ڈوبی ہوئی روئی سے صفائی کریں۔ سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: صفائی کیسے کریں؟ فرمایا: سبحان اللہ، صفائی کریں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آہستہ سے بتایا کہ اسے خون کے نشانات پر لگائیں (اور نشانات صاف کریں)۔''

(صحيح مسلم : 332)

③ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كَانَتْ إِحْدَانَا إِذَا أَصَابَتْهَا جَنَابَةٌ؛ أَخَذَتْ ثَلَاثَ حَفَنَاتٍ هٰكَذَا [تَعْنِي بِكَفَّيْهَا جَمِيعًا] فَتَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهَا، وَأَخَذَتْ بِيَدٍ وَّاحِدَةٍ، فَصَبَّتْهَا عَلٰى هٰذَا الشِّقِّ، وَالْأُخْرٰى عَلَى الشِّقِّ الْآخَرِ .

''ہم جنبی ہوتیں، تو سر پر تین چلو دونوں ہاتھوں سے بہاتیں، ایک چلو لے کر ایک جانب اور دوسرا چلو لے کر دوسری جانب بہاتیں۔''

(صحيح البخاري : 277، سنن أبي داوٗد : 253، واللفظ لهٗ)

④ عبید بن عمیر رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو معلوم ہوا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما عورتوں کو غسل کے

وقت سر کے بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں، تو فرمانے لگیں تعجب ہے، وہ عورتوں کو بوقت غسل سر کے بال کھولنے کا حکم دیتے ہیں، سر منڈانے کا حکم کیوں نہیں دیتے؟ میں اور رسولِ اکرم ﷺ ایک ہی برتن سے غسل کرتے تھے۔ میں اپنے سر پر تین لپیں پانی ڈالتی اور کچھ نہیں کرتی تھی۔''

(صحیح مسلم: 331)

⑤ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

كُنَّا نَغْتَسِلُ وَعَلَيْنَا الضِّمَادُ، وَنَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحِلَّاتٌ وَّمُحْرِمَاتٌ .

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حرم اور حل میں غسل کر لیتی تھیں اور ہمارے سر پر خوشبو کا لیپ ہوتا تھا۔''

(مسند الإمام أحمد: 137/6، سنن أبي داوٗد: 254، وسندهٗ صحيحٌ)

حافظ منذری رحمہ اللہ نے اس کی سند کو ''حسن'' قرار دیا ہے۔

(مختصر سنن أبي داوٗد: 169/11)

⑥ نافع رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّ نِسَاءَ ابْنِ عُمَرَ، وَأُمَّهَاتِ أَوْلَادِهٖ، كُنَّ يَغْتَسِلْنَ مِنَ الْجَنَابَةِ، وَالْحَيْضِ، وَلَا يَنْقُضْنَ رُؤُوسَهُنَّ، وَلٰكِنْ يُّبَالِغْنَ فِي بَلِّهَا .

'''سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بیویاں اور ان کی ام ولد (لونڈیاں جن کے بطن سے اولاد پیدا ہو چکی ہو) جنابت اور ماہواری کے غسل میں سر کے بال نہیں کھولتی تھیں، بلکہ بالوں کی جڑیں اچھی طرح تر کر لیتی تھیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :74/1، وسندهٗ صحیحٌ)

⑦ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنِ الْمَرْأَةِ تَغْتَسِلُ، تَنْقُضُ شَعْرَهَا؟ فَقَالَتْ: بَخٍ، وَإِنْ أَنْفَقَتْ فِيهِ أُوقِيَّةً، إِنَّمَا يَكْفِيهَا أَنْ تُفْرِغَ عَلٰى رَأْسِهَا ثَلَاثًا.

''انہوں نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ عورت غسل کرتے وقت سر کے بال کھولے گی؟ فرمایا: واہ، اگر اس نے سر کے بال سنوارنے میں چالیس دینار خرچ کیے ہوں (تو کیا وہ بال کھولے گی)؟ سر پر تین لپیں پانی ڈال لے، اتنا ہی کافی ہے۔''

(سنن الدارمي : 1189، وسندهٗ صحیحٌ)

⑧ عطا بن ابی رباح اور زہری رحمہما اللہ فرماتے ہیں:

لَا تُرْخِي شَعْرَهَا، وَلٰكِنْ تَصُبُّ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ، ثُمَّ تَفْرُكُهٗ.

''بال نہ کھولیں، بلکہ تین دفعہ پانی ڈال کر مل لیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :74/1، وسندهٗ صحیحٌ)

⑨ عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تُرْخِي الذَّوَائِبَ، وَتَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهَا الْمَاءَ، حَتّٰى تَبُلَّ أُصُولَ الشَّعْرِ، وَلَا تَنْقُضُ لَهَا رَأْسًا.

''مینڈھیاں لٹکا کر سر پر پانی ڈالیں اور بالوں کی جڑی تر کریں، سر کے بال نہ کھولیں۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :74/1، وسندهٗ حسنٌ)

⑩ شعبہ بن حجاج رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں نے حماد بن ابی سلیمان رحمہ اللہ سے عورت کے غسل کے بارے میں سوال کیا،تو فرمایا:سر کی جلد تر ہو جائے،تو کافی ہے،ورنہ بال کھول لے۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة :74/1، وسندهٗ صحيحٌ)

⑪ ابن جریج رحمہ اللہ بیان کرتے کہ میں نے امام عطا بن ابو رباح رحمہ اللہ سے سوال کیا: ایک عورت جنبی ہو گئی،اس کے بال بندھے ہوئے ہیں،کیا غسل کے لیے انہیں کھولنا ضروری ہے؟ فرمایا:

لَا، وَلٰكِنْ تَصُبُّ عَلٰى رَأْسِهَا الْمَاءَ صَبًّا، حَتّٰى تُرَوِّيَ أُصُولَ الشَّعْرِ .

''نہیں، بلکہ سر پر اچھی طرح پانی ڈال کر بالوں کی جڑیں تر کر لے۔''

(سنن الدّارمي : 1200، وسندهٗ صحيحٌ)

⑫ ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

إِذَا بَلَّتْ أُصُولَهٗ وَأَطْرَافَهٗ، لَمْ تَنْقُضْهُ .

''بالوں کی جڑیں اور کنارے تر کر لیں،تو انہیں کھولنے کی ضرورت نہیں۔''

(سنن الدارمي : 1193، وسندهٗ صحيحٌ)

احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور آثارِ اسلاف سے معلوم ہوا کہ غسل ماہواری کے لیے بالوں کو کھولنا ضروری نہیں۔

البتہ عورت اگر غسل میں سر کے بال کھول لے،تو مستحب ہے۔

✳ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

میں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرے کا احرام باندھا، میں حائضہ ہو گئی،عرض کیا: اللہ کے رسول! عرفہ کا دن آ گیا ہے،لیکن میں ابھی تک پاک نہیں ہوئی،میرا عمرہ بھی ابھی باقی ہے،فرمایا:

«انْقُضِي رَأْسَكِ، وَامْتَشِطِي، وَأَهِلِّي بِالْحَجِّ» .
''بال کھولیں، کنگھی کریں اور حج کا احرام باندھ لیں۔''

(صحيح البخاري : 316، صحيح مسلم :1211، واللفظ لهٗ)

✳ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں ماہواری سے فارغ ہوئی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«انْقُضِي شَعْرَكِ، وَاغْتَسِلِي» .
''بال کھولیں اور غسل کریں۔''(سنن ابن ماجه :641، وسندهٗ صحيحٌ)

فائدہ:

سنن ابوداود(241)، سنن کبریٰ نسائی(442)، سنن ابن ماجہ(574) اور سنن کبریٰ بیہقی(1/180) میں ایک روایت کے الفاظ ہیں:

''ماہواری سے پاک ہو کر غسل کرے، تو سر پر پانچ لپیں پانی ڈالے۔''

سند''ضعیف''ہے۔ جمیع بن عمیر جمہور محدثین کرام کے نزدیک''ضعیف''ہے۔

الحاصل: غسل ماہواری کے وقت سر کے بال کھولنا مستحب ہے، ضروری نہیں۔

❁ امام ابن منذر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''میں پہلا مذہب (غسل ماہواری ہو یا غسل جنابت، بال کھولنا ضروری نہیں) ہی اختیار کرتا ہوں، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح حدیث دال ہے، نیز سیدہ عائشہ، سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہما اور جمہور اہل علم کا یہی فتویٰ ہے۔''

(الأوسط في السنن والإجماع والاختلاف : 3/134)